خطبات

خواجہ شمس الد ین عظیمی

Acd vol 96

Track 1

Time 56:26

۱۔انسان کو اللہ نے کتنا اختیار دیا ہے؟ حضور قلندر بابا اولیا ء نے فر ما یا ہے کہ انسان کوئی کام اپنے سے ارادے سے نہیں ہے ؟

عام طریقے سے اس سوال کا جواب جو سمجھ میں آجا تا ہے وہ حضرت علی کرم واللہ وجیہہ سے منصوب ہے وہ نماز کے لئے مسجد میں جا رہے تھے ایک صاحب آئے انہوں نے کہا کہ صاحب یہ بتا ئیے انسان کو کتنا جبر حاصل ہے اور کتنا قدر حاصل ہے ؟یعنی مطلب یہ ہے کہ انسان اپنے اختیارات میں اتنا مجبور ہے اور کتنا با اختیار ہے؟ حضرت علی کرم و اللہ وجیہہ نے اس شخص سے کہا ؛ اپنی ایک ٹانگ اٹھا ئو پیر اٹھائو زمین سے اس شخص نے اپنا ایک پیر اٹھا لیا ایک پیر پر کھڑا ہو گیا حضرت علی نے فرمایا کہ وہ دو سرا پیر بھی اٹھا ئوتو وہ جب دو سرا پیر نہیں اٹھا سکا تو ظاہر ہے دو سرا پیر اٹھا ئی ہی نہیں سکتا وہ گر جا تا حضرت علی نے فرمایا کہ بس جب انسان جبرو قدر کا یہی مسئلہ ہے انسان کو اتنا اختیار ہے؟ اگر وہ دو ٹانگوں پر چل رہا ہے تو وہ ایک ٹانگ یا ایک پیر اٹھا سکتا ہے اور دو سرا پیر نہیں اٹھا سکتا ہےتو ایک پیر اٹھا نے میں توبا اختیار ہے لیکن دو نوں پیر اٹھا نے میں وہ با اختیار نہیں ہے مجبور ہے گر جا ئے گا کھڑا نہیں رہے سکتا یہ بات جو ہے واقعی ہے لیکن اگر اس کو علمی اعتبار سے یا روحانی علم کی روشنی میں بیان کیا جا ئے تو یہ جبرو قدر کا مسئلہ آج سے نہیں ہے یہ حضرت ابرا ہیم علیہ السلام کے زمانے سے چلا آرہا ہے لو گوں نے جبرو قدر کے مسئلے کے او پرہزاروں ہزاروں کتابیں لکھ لی بڑے بڑے مشافتیں ہو ئیں بڑے بڑے فلسفے بنے بڑے بڑے دانشوروںنے اپنے عقل و شعور کا ثبوت دیالیکن یہ مسئلہ حل نہیں ہو ا بات پھر وہی ہے اگر اللہ تعالیٰ شیطان کو چھوٹ نہ دے دیتے تو ظاہر ہے نہ شیطان وسوسے ڈالتا نہ آدمی گناہ کر تا اب جب اللہ تعالیٰ نے شیطان کو چھو ٹ دے دی وسوسے ڈالنے کی اور قرآن میں بھی یہ ہے کہ شیطان تمہارا دشمن ہے تمہا رے آگے سے بھی آکر تمہیں بہکا ئے گا، تمہا رے پیچھے سے بھی آکر تمہیں بہکا ئے گا ،تمہا رے دائیں با ئیں سے بھی آکر تمہیں بہکا ئے گا ،تمہارے اندروسو سے ڈالے گا اب تمہارا کام یہ ہے کہ وسوسے کو اس کی جو شیطنت ہے اس کو قبول نہ کرو اب مسئلہ وہی ہے قبول کس طرح نہ کر یں تو یہ علمی اعتبار سے صدیا ں گزر گئی یہ مسئلہ حل نہیں ہوا۔ غالب نے بھی کہا ہے (نا حق تو مت ہے خودمختاری کی   جو کر یں ہیں آپ کر یں ہیں بس ہمیں بد نام کیا)غالب نے بھی کہا خود مختاری کی لیکن ان کا فارسی میں بھی بڑا اچھا

شہر ہے (قال دریا تخت بدم کر گئی   دامن تربدہو شیار با شقیں) اللہ تعالی نے
بندے کو ایک تختے پر با ندھ کر رسیوں سے اور دریا کے ا ندر ڈبو دیا ہے اور اللہ
تعالیٰ یہ کہتے رہتے ہیں خبر دار کپڑے نہیں بھیگنے چا ہئیں مقصد یہ ہے کہ بہت
سارے لوگوں نے بڑی جدو جہداور کو شش کی کہ یہ اختیار کا مسئلہ کیا ہے جبرو
قدر کیا ہے انسان کہاں تک مجبور ہے کہاں تک اختیارات حاصل کر نے کی قدرت
حاصل ہے اس سلسلے میں حضور قلندر بابااولیا ء نے اپنی کتا ب لوحِ قلم میں کا
فی تفصیل روشنی ڈالی اور با لاخر انہوں نے یہی فرمایا کہ انسان جو ہے نظر تو
یہ آرہا ہے پیروں کے بل چل رہا ہے لیکن صورت حال یہ ہے کہ زمین پر پیروں
کے بل جو انسان چل ر ہا ہے

positive

ہے اس کا جو

Negative

ہے وہ الٹا ہے اور وہ خلا ء میںلٹکا ہوا ہے اور صورت یہ ہے کہ پیر اوپر ہے سر
نیچے ہے یہ سب جا نتے ہیں

Negative،

Positive

جو ہے با لکل الگ ہو تا ہے

Negative

با لکل الگ ہو تا ہے

Negative

با لکل الٹا ہو تا ہے الٹے کا جب سیدھا آتا ہے اس کو

Positive

کہتے ہیں تو اصل جو ہے اگر آپ انسان کو فو ٹو سمجھ لیں تو اس فوٹو کا جو

Positive

ہو گا ظاہر وہ الٹا ہوگا نہیں

Negative

جو ہو گا وہ الٹا ہو گا

Negative

سے جب آپ

positive

بنا ئیں گے تو وہ سیدھا ہو گا۔ تو اب میں نے بھی اس سلسلے میں اپنی بصات
کے مطا بق جیسے اور لو گوں نے سو چا میں نے بھی سوچا تو اگر ہم اس اختیار
جبرو قدر کے اختیار کی بنیاد پر غور کر یں کائنات کی تخلیق پر غور کریں تو بات
بہت آسانی سے میرے خیال میں سمجھ میں آجا تی ہے اور اس میں کو ئی بات
ایسی نہیں ہے انسان کو اللہ تعالیٰ نے کو ئی مجبور پیدا کر دیاہے تو جب مجبور
پیدا کر دیا تو کیسا گناہ کیسی دو ذخ کیسا عذاب کسی تکلیف صورت حال یہ ہے
کہ یہ ساری کائنات

information

اطلا ت پر قائم ہے اور اس کی مثال اس کا مشاہدہ ہر آدمی اپنی زندگی میں
کر تا ہے کہ اگر اسے یہ اطلاع ملتی ہے کہ یہ میرا بیٹا ہے تووہ اس کا بیٹا ہو تا
ہے ،اگر اسے یہ اطلا ع ملتی ہے کہ یہ میرا دوست ہے ،اب اطلا ع کی بہت
ساری صورتیں ہیں مثلاً یہ اس نے شا دی کی، شادی کے بعد اللہ تعالیٰ نے اسے
اولاد سے نوازہ کیاتو اب یہ شادی جو ہے یہ بھی ایک

information

ہے اطلاع ہے اب یہ ہے کہ پہلے وہ ایک تھا اب اس نے شادی کر لی اب اس کی
بات سمجھ میں آگئی ہے کہ یہ میری بیوی ہے اور خاتون کی اطلاع میں یہ بات
آگئی ہے کہ یہ میرا شوہر ہے۔ ان اطلا ت کی بنیاد پر اللہ تعالیٰ نے اولاد عطا
کی تو دونو ںمیں یہ اطلا ع

information

بنی کہ یہ میرےی اولاد ہے۔ اسی صور ت سے بھوک پیاس کا مسئلہ ہے کہ جب
تک کسی آدمی کے اندر پیاس کا تقاضہ نہیں ابھر تا یعنی اسے پیاس نہیں لگتی تو
وہ پانی نہیں پیتامقصد یہ ہے کہ جب ہمیں پانی پینے کی اطلاع ملتی ہے یا پا نی
پینے کا خیال ہمارے اندر آتا ہے تو اور پانی پینے کے خیال کا نام ہم نے پیاس رکھ
لیا،کھا نا ہم اس وقت تک نہیں کھا تے جب تک ہمیں بھوک نہیں لگتی تو اس کا
سیدھا سا مطلب ہے کہ جب تک ہمیں یہ اطلاع فرا ہم نہیں کی جا تی بھئی
تمہارے جسم کو غذا کی ضرور ت ہے اب بھو کا رہناجو ہے وہ کمزوری کا با عث
ہو گا۔جب ہمیں یہ اطلا ع فراہم ہو تی ہے کہ ہمیں کچھ نہ کچھ غذا چا ہئے
زندگی کے لئے تو اس اطلا ع

information

کا نام ہم نے بھوک رکھ لیا اسی صورت سے کبھی ہمیں یہ اطلا ع ملتی ہے کہ
ہمارا کو ئی خدانخوستہ قریبی عزیز خدا کا پیارا ہو گیا ا س اطلا ع کی بنیاد پر
ہم رو نے لگتے ہیں ہم پریشان ہو جا تے ہیں، کبھی ہمیں یہ اطلا ع ملتی ہے کہ
فلا ح دو ست ہمارا اس کو اللہ نے بڑی ترقی ہمت تر قی دی یا ما ل دو لت میں
تر قی دی، جب ہمیں یہ پتا چلتا ہے کہ ہمارا ایک بھا ئی جو بس کنڈیکٹر تھا وہ
وزیر بن گیا ظاہر ہیں ہمیں بڑی خوشی ہو گئی اللہ میاں نے دیکھو ہمارے دو
ست کو اتنا بڑا رتبہ دے دیاتو یہ جو اطلاع ہے وہ وزیر بن گیایا جو اطلا ع ہے وہ
چپڑاسی بن گیا یا بس کا کنڈیکٹر بن گیا تو یہ بھی ایک خبر ہے اس خبر کی بنیاد
پر ہم خود ہو تے ہیں غمگین ہو تے ہیں، اب مثلاً ہم زندہ ہیں تو ہم اس بات
کو تسلیم کرے یا نہ کر ے لیکن ہمارت شعور میں برابر یہ اطلاع آرہی ہے کہ ہم
زندہ ہیں ،ہم زندہ ہیں ،ہم زندہ ہیں اس اطلاع کی بنیاد پر ہم زندہ ہیں لیکن
جب یہ اطلاع زندگی سے متعلق ہے اس کا ختم ہو جا تا ہے ہم مر جا تے ہیں تو
اس کا مطلب یہ ہوا اہمیں یہ اطلاع ملی کہ ا ب ہماری زندگی ختم جب آدمی
مر نے لگتا ہے تو اس کو پتا چل جا تا ہے کہ اب زندگی ختم بلکہ کہنا بھی شروع
کر دیتے ہیں ہبوڑھے لوگ بھئی اب کیا ہے اب تو آخری وقت ہے اب تو یار یہ دعا
کرو اللہ وہاں کی اچھی کر ے لوگ شروع سے کہنے شرو ع کر دئیے کہ اب وہ مر
نے کی اطلا ت ہیں اس میں آہستہ آہستہ قبول کر نا شروع کر دیتا ہے اور جب
ان اطلا ت کو پو ری طرح قبول کر نا شروع کرلیتا ہے تو نتیجہ یہ نکلا ساری
زندگی اور زندگی کہ سارے تقاضہ اطلا ت پر قائم ہے اگر اطلا ت ملتی رہتی ہے
تو آدمی حرکت کر تا ہے اور اگر اطلا ت نہیں ملتی تو آدمی حرکت نہیںکر تا وہ
مر جا تا ہے یا منجمد ہو جا تا ہے تو اب جو یہ کا ئنات کا سارا سسٹم بنا وہ
دراصل اطلا ت کے اوپر بنا خبر ہے خبر آرہی ہے مسلسل اب مثلاً ہمیں یہ اطلاع
ہے یا علم ہے ہمارا کہ آگ ہمیں جلا دیتی ہے ساتھ سا تھ ہمیں یہ بھی اطلا ع
ملی اگر آگ پر کو ئی چیز پکا ئی جا ئے تو کھا نا تیار ہو جاتا ہے زیادہ پکا ئی جا
ئے تو گو شت بھی جل جا تا ہے پانی بھی جل جا تا ہے ہنڈیا بھی جل جا تی ہے ۔
اب ہمیں یہ ا طلا ع ہے کہ آگ جلا تی ہے لیکن آگ پانی کو جلا تی ہے جب پانی
کو جلا تی ہے اس کا مطلب ہے ہر چیز کو جلا تی ہے اب گو شت جب آپ پکا تے
ہیں تو گو شت میں پانی ڈالتے ہیں تو جو چیز گوشت کو گلا نے والی ہے وہ پانی
کا پکنا ہے جب نیلی

آگ جلے گی پانی کے اندر آگ کی جو

heat

گر می ہے وہ پانی کے اندر منتقل ہو گی جیسے جیسے پا نی کے اندر وہ

heat

منتقل ہو گئی پانی ابلے کا جوش کھا ئے گا اس پا نی کے اندر جو

heat

پیدا ہو جا ئے گی اس

heat

کی بنیا د پر گو شت گلتا ہے ۔اگر پانی کے نیچے آپ برف رکھ دیں اور اس ہنڈیا
میں گو شت ڈال دیں کبھی بھی نہیں گو شت گلے گا۔ پا نی اگر کھول جا ئے گا
یعنی پانی آگ بن جا ئے گا یا آگ کے روپ میں خود کو ڈھال دے گا یا س کی ماہیت
تبدیل ہوجا ئے گی گر م مثلاً آگ میں ہاتھ ڈالیں ہاتھ جلے گا اور کھولتا ہوا پا نی
ڈالیں تب بھی آگ جلے گا تو اس کا مطلب ہے کہ کھولتے ہو ئے پا نی میں آگ کی
ما ہیت پیدا ہو جا ئے گی۔ اور جب آگ کی ما ہیت پانی میں پیدا ہو ئی تو اس

heat

نے گوشت کو گلا دیا اوار آپ کیلئے کھا نا تیار ہو گیا تو اب یہ بات آپ لوگوں کی
سمجھ میں آگئی ہے یہ ساری کی ساری کائنات پیدا ئش سے لیکر مر نے تک اور
پیدا ئش کے اور موت کے درمیان جتنا بھی عر صہ ہے وہ سوائے اطلا ع کے سوائے
انفا رمیشن کے کچھ نہیں ہے اب صاحب ہم زندہ ہیں یہ بھی اطلا ع ہے ، ہم مر
گئے یہ بھی اطلا ع ہے، ہم کھا نا کھا رہے ہیںیہ بھی اطلا ع ہے ،ہم سو رہے ہیں
یہ بھی اطلاع ہے ا ب دیکھیں اب آپ کام کر تے ہے سارا دن اب رات کو جب آپ
تھک کے چور ہو جا تے ہیں آپ کے اعصاب جواب دے جا تے ہیں اب آپ کے ذہن
میں ایک ہی تقاضہ ہو تا ہے کہ سو نا چاہئے ،سو نا چا ہئے تاکہ جسم کو آرام
ملے تو یہ سو نا چا ہئے تاکہ جسم کو آرام ملے اس کو بھی اطلا ع کے علاوہ آپ
کو ئی نام نہیں دے سکتے ۔یعنی ایک خبر آپ کومسلسل مل رہی ہے اب سو جا
ئو گے تو اعصاب کو آرام ملے گا ۔اور نہیں سوئے گے تو یہ اعصاب جو ہیں اور
زیادہ تھک جا ئیں گے۔اور زیادہ کھنچ جا ئیں گے ٹینشن ہو جا ئے گا،کو ئی دماغی
مر ض لا حق ہو جا ئے گا آپ سو جا ئو جب آپ اس اطلا ع کو قبول کر تے ہیں تو
سو جا تے ہیں صبح کو پھر اٹھتے ہیں پھر کام شروع کر دیتے ہیں ۔اب یہ ایک
نظام بن گیا کا ئناتی جو سسٹم ہے ،یہ جو کا ئنا تی نظام ہے ،یہ جو کائناتی حیات
ہے، وہ ساری کی ساری انفارمیشن پر اطلا ع پر قائم ہے ۔اب ان اطلا ت کو
کیسے سمجھا جا ئے ان اطلا ت میں معنی کس طرح پہنا ئے جا ئیں ۔اس کے لئے
اللہ تعالیٰ نے ایک پیغمبروں کاسلسلہ شروع کیا ۔ایک لاکھ چو بیس ہزار پیغمبر
کہے جا تے ہیں اللہ کو پتا ہے کتنے ہیں کہا جا تا ہے ایک لا کھ چو بیس ہزار ان
پیغمبروں کی تعلیمات پر جب ہم فکر کر تے ہیں غور کر تے ہیں تو ہمیں ایک
بات نظر آتی ہے کہ پیغمبروں نے

information

میں اوراطلا ع میں معنی پہنانے کا عمل نو ع انسانی کو منتقل کیا ۔مثلاً اب بکر ی ہے بکر ی کو بھی بھوک لگتی ہے انسان کو بھی بھو ک لگتی ہے ۔تو بھوک لگنے کی اطلاع میں بکر ی اور انساان دونوں برابر ہیں ۔ پیاس بکر ی کو بھی لگتی ہے پیاس انسان کو بھی لگتی ہے ، گرمی انسان کو بھی لگتی ہے گر می جب دیکھئے بہت زیادہ گر می ہو تی ہے تو بکر ی بھی تلا ش کر کے درخت کے سائے کے نیچے چلی جا تی ہے یا کہیں کنواں ہو گا پا نی ہو گانہر ہوگی وہاں جا کر بیٹھ جا ئے گی یہی صورت انسان کی بھی ہے انسان بھی گر می سے بچنے کے لئے سایہ تلاش کر ے گا ۔لیکن انسان میں اور بکر ی میں یہ فرق ہے کہ انسا ن کو اطلات نے اس طرح کے معنی پہنا دیتا ہے کہ وہ بکر ی محتاج ہے اس بات کی کہ کہیں درخت ہو تو سائے میں بیٹھے ۔ لیکن انسان کواللہ تعالیٰ نے یہ اختیار دے دیا ہے جنگل میں بیبان میں شہر میںبستی میں چھت ڈال کے رہے سکتا ہے بکر ی جو ہے چھت نہیں ڈال سکتی بکر ی جو ہے گھر نہیں بنا سکتی تو پیغمبروں نے جو علوم انسان کو نو ع انسانی کو منتقل کئے تو وہ اطلاع میں دراصل اچھا ئی اور برا ئی کو الگ الگ بنا کر پیش کئے ۔پیغمبروں نے اس اطلاع میں یہ حد بندی قائم کی کہ اگر اس اطلا ع کو آپ اس طرح قبول کر ے گے تو یہ اللہ تعالیٰ کے لئے پسندیدہ ہے اور اس اطلاع کو آپ اس طرح قبول کر کے عمل کرے گے یہ اللہ تعالیٰ کے لئے نا پسندیدہ ہے ۔مثلاً آپ کو بھوک لگ رہی ہے تو اب بھوک بکر ی کو بھی لگ رہی ہے بھوک آپ کو بھی لگ رہی ہے بکر ی جہاں سے دل چا ہئے منہ مار کے اپنا پیٹ بھر لے گی اب بکر ی کو یہ اطلاع نہیں ہے اگر کسی کے حق کو مار لیا جا ئے تو یہ بات نا پسندیدہ ہے لیکن انسان کو پیغمبروں کے ذریعے یہ علم منتقل ہو گیاکہ اگر محنت مزدوری کر کے پیٹ بھرو گے تو یہ اللہ تعالیٰ کے لئے پسندیدہ ہے لیکن اگر تم کسی کے حق میں ڈاکا مار کر چوری کر کے جیب کا ٹ کے یا ظلم وطادی سے حق چھین کر اپنا پیٹ بھرو گے تو یہ عمل جو ہے یہ اللہ تعالیٰ کے لئے نا پسندیدہ ہے ۔ اب مثلاً جہاں تک کھا نے پینے کا تعلق ہے ایک آدمی محنت مزدوری کر کے آٹا خریدتا ہے ۔ایک آدمی رشوت لیکر آٹا خریدتا ہے تو محنت مزدوری کر کے جو آٹا خریدتا ہے آٹا بھی وہی ہو تا ہے جورشوت کے پیسوں سے خریداجاتا ہے ۔محنت مزدوری کر کے ایک مزدور جب اپنے گھر میں آٹا لیجا تا ہے اوراس گھر کی خاتون جو ہے اس آٹے کو گوندتی ہے تو توے پر روٹی ڈالتی ہے پکا تی ہے تو اس کی روٹی بھی ویسے کی پکتی ہے جیسے رشوت کے آٹے کی پکتی ہے ایسا نہیں ہو تا کہ محنت مزدوری سے جو آٹا جو گھر میں لا یا گیا اس کی روٹی تو میٹھی ہو تی ہو اور رشوت سے اور چھین جھپٹ کے آٹے سے جو روتی پکا ئی گئی جب اس کو کھا ئیں تو لوگ کڑوا تھو تھو کر یں مزہ دونو ں کا ایک ہی ہو تا ہے لیکن صورت یہ ہے کہ پیغمبر ان علیہم الصلوٰ ۃ و السلام نے یہ اطلا ع فراہم کر دی ہے اگر اللہ کے بنا ئے ہو ئے قانون کے مطا بق روٹی کھا ئو گے اور اپنے بچوں کو روٹی کھلا ئو گے تو وہ انسانوں کے لئے جا ئز ہے ۔تو اگر بھیڑ بکریوں کی طرح ڈھول ڈھنکر کی طرح جہاں سے جی چا ہا منی مار دیا

اورروٹی کھا لی جیسے کتے ایک دو سرے سے چھین جھپٹ کے روٹی کھا لیتے ہیں تو کتے کے اوپر کو ئی قانون نا فذ نہیں ہے اگر انسان کتوں کی طرح ایک دوسرے سے چھین جھپٹ کے روٹی کھا ئے تو ان کے اوپر قانون نافذ ہو جاتا ہے اس لئے قانون نا فذ ہو جا تا ہے کہ انسان کو اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں کے ذریعے یہ علم منتقل کر دیا ا نفا رمیشن میں جو معنی تمہیں پہنا نے ہیں وہ معنی وہ پہنا نے ہیں جو اللہ اور اللہ کے رسول کے مطا بق ہو جتنے بھی آپ کام کر تے ہیں یا زندگی کا کو ئی بھی عمل کر تے ہیں جا ئز نا جائز میں آپ بچنے سے نظر نہیں آئے گا یہ ایک کام جو نا جا ئز ہے وہ اللہ تعالیٰ کے لئے نا پسندیدہ ہے چو نکہ وہ اللہ تعالیٰ کے لئے نا پسندیدہ ہے اس لئے آپ کا ضمیر بر آمد کر تا ہے اور کو چیز اللہ تعالیٰ کے لئے نا پسندیدہ نہیں ہے اس پر آپ کا ضمیر مطمئن ہے لیکن یہ ضمیر کا مطمئن ہو نا یا ضمیر کا لا زم ہو نایہ بھی

information

اطلا ت پر قائم ہے ہپیغمبروں کے ذریعے، قرآن پاک کے ذریعے، آسمانی کتا بو ں کے ذریعے جو علوم آپ کو منتقل ہے یعنی انفارمیشن اطلا ت آپ کو منتقل ہو ں وہ اطلا ت یہ ہیکہ

information

اطلاع جو آسمان سے آپ کے اندر آرہی ہے اس کے اندرآپ کو معنی پہنانے ہیں تو انسان کا جبرو قدر کا جو مسئلہ ہے جبر اور قدر کا مسئلہ جو ہے کہ انسان معنی کس قسم کے پہنا ئےہے انسان کو اس بات کا اختیار نہیں دیا گیا کہ وہ

information

کو رد کر دے یا اطلاع کو رد کر دے انسان کو اس بات پر اختیار دیا ہے کہ اس

information

میں وہ معنی کو ن سے پہنا رہا ہے ہپیغمبرانِ طرز متعلق وہ معنی پہنا رہے ہیں یہ شیطانی طرز فکر کے متعلق معنی پہنا رہا ہے ہاگر شیطانی طرز فکر کے متعلق معنی پہنا رہا ہے تو یہ وعذاب ہے اور اگر رحمانی طرز فکر کے متعلق وہ معنی پہنا رہا ہے تو یہ ثواب ہے اور یہی اللہ تعالیٰ کے لئے پسندیدہ ہے او ر یہ کہنا کہ صاحب ہم تو مجبور ہیں تو کہے کہ مجبور ہو اللہ تعالیٰ نے کہا دیکھو بھئی آگ جو ہے وہ جلا دیتی ہے آپ کا تجر بہ بھی یہ ہے آ گ جلا دیتی ہے ہ سردی جب آتی ہے آپ اسی آگ سے کام لیتے ہیں جناب کمروں میں آگ جلا لیتے ہیں ہیٹر جلا ئیں ،کو ئلے جلا ئیں ہگر م ی جب ہو تی ہے آپ اس آگ سے دور ہو جا تے ہو اس کو دور کر دیتے ہے تو آگ کو اللہ تعالیٰ نے یہ اطلاع فراہم کر دی ہے کہ آگ کا وصف یہ ہے کہ وہ آدمی کو جلا دیتی ہے اگر اسے کنڑول میں نہ لیا جا ئے اور اسے صحیح جگہ استعمال نہ کیا جا ئے تو کو ئی آدمی یہ کہے کہ صاحب

میں تو بھٹی میں ہاتھ ڈالو گا اب بھٹی میں اس نے ہاتھ ڈال دیا او ر وہ جل گیا
کہے دوسرے دن اللہ میاں نے آگ بنا تے نہ میرا ہاتھ جلتا بھئی اگر اللہ تعالیٰ نے
آگ بنا ئی ہے تو اللہ تعالیٰ نے آگ کے استعمال کا علم بھی دے دیا ہے کنواں میں
گر جا ئیں آپ گڈے میں کہے گا صاحب کیسی بری بات ہے اس فلاح صاحب نے
کنواں بنا یا میں گر گیا نہ کنواں بنتا نہ میں گر تا لیکن بھا ئی یہ تو سو چو اللہ
تعالیٰ نے تمہیں یہ بھی تو بتا دیا ہے کہ اگر تم گڈے میں گر ے توڈوب جا ئو گے اگر
تم کنواں نہ کھودتا تو پانی کہاں سے آتا پا نی کی ضروریات کی کفالت کیسے ہو
تی۔ تو انسان جبرو قدر کا مسئلہ یہ ہے کہ اگر وہ یہ چا ہتا ہے کہ وہ اطلا ت
کا ردو بدل کر ے وہ نہیں کر سکتا مثلاً وہ نہیں چا ہئے میں پا نی نہیں پیوں گا
وہ نہیں کر سکتاپا نی پینا اس کی مجبوری ہے ۔جہاں تک پا نی پینے کا تعلق ہے
انسان مجبور ہے کیسا پا نی پئے ،ٹھنڈا پئے ،گرم پئے ،لسی پئے ،رس پئے ،بوتل پئے،
اس میں خود مختار ہے ، پانی پینا جو ہے وہ جبر ہے، کھا نا کھا نا جو ہے وہ جبر
ہے، کو ئی آدمی بغیر کھا نا کھا ئے زندہ نہیں رہ سکتا ،، کو ئی آدمی بغیرپانی
پئے زندہ نہیں رہ سکتا ،، کو ئی آدمی بغیر سوئے صحت مند نہیں رہ سکتا ،،
کو ئی آدمی بغیر بیدار ہو ئے اور متحرک ہو ئے صحت مند نہیں رہ سکتا ،اگر کو
ئی آدمی کام نہ کر ے اور چار پا ئی پر بیٹھ جا ئے وہی کھا نا کھا ئے وہی پانی پئے
وہی ضروریات زندگی پو ری کر ے مہینے دو مہینے میں وہ اسقابل ہی نہیں رہے
گا کہ وہ کھڑا ہو سکے ۔رہے گا بھئی اس کی ٹانگیں جم جا ئیں گی ۔پھر وہ قابل
بھی جب ہو گا جب فزیو تھراپی ہو گی ڈاکٹر آئیں گے حکیم آئیں گے اور یہ تیل ما
لش اور کیا اورکیا تو انسان کھا نے پر بھی مجبور ہے ، انسان ہنسنے پر بھی
مجبور ہے ، انسان بیدار ہو نے پر بھی مجبور ہے ، انسان کو ئی نہ کو ئی کام کر
نے پر بھی مجبور ہے ،لیکن اس مجبوری کے ساتھ ساتھ وہ اس بات پر با اختیار
ہے کہ وہ اس مجبوری کے عمل کو کس طرح اختیار کر ے اور اس مجبوری کے
عمل میں وہ کس طرح زندگی گزارے اس کا اسے اختیار ہے مثلاً ایک آدمی چو
ری بھی کر کے بھی پیٹ بھر سکتا ہے ،جسے میں نے آپ سے عرض کیا کہ چوری
کے پیسے سے بھی وہ آٹا ہی آئے گامٹی تو نہیں آئے گی چو ری کے پیسوں کی آپ
روٹی کھا کر دیکھیں اس میں کو ئی کرواہٹ نہیں ہو گئی کو ئی تبدیلی نہیںہو
گئی کو ئی بدبو نہیں آئے گی تو اب جیسے ایک محنت مزدوری کے پیسے سے آپ آٹا
خرید رہے ہیں اس میں کو ئی خاص نمایاں شیری نہیں پیدا ہو گی ،اس میں کو
ئی خوشبو نہیں آجا ئے گی وہ بھی روٹی ہو گی وہ بھی اسی طرح تیار ہو گی
آٹے میں پانی جا ئے گا گھر میں گوندے گا پھر توے پر روٹی پکے گی ۔لیکن یہ جو
پیٹ بھر نے کی جو اطلاع ہے یہ مجبوری ہے کہ بغیر پیٹ بھر ے آدمی زندہ نہیں
رہ سکتا۔ ا ب اس پیٹ بھر نے کے عمل کو آپ نے کس طرح پو را کیا یا آپ طرح
پو را کر ے گے اس پر آپ کو اختیار حاصل ہے ۔ساری زندگی پر اپ غور کر یں تو
آدمی ایک طرف مجبور ہے ایک طرف با اختیار تو با اختیار ہے اب ایسا بھی ہے
ساری چیزیں ایسی بھی ہیں اگر آپ کو کچھ نہ ملے کھا نے کو ایسے حالات پیداہو

جا ئے کہ موت واقع ہو نے لگے تو اللہ اور اللہ کے رسول کی طرف سے حرام کھا
نے کی ایجا زت ہے لیکن اگر آپ اسی جگہ ہیں جہاں آپ کو کھا نا مل سکتا ہے
تھوڑی سے بھوک رکھ کے بھی اگر آپ کو تھوڑی سے پریشانی بھی ہو تو حرام آپ
نہیں کھا سکتے اس لئے اللہ کو پتا ہے بغیر کھا ئے پئے کو ئی آدمی زندہ نہیں رہ
سکتا اب اگر ایسا وقت آپڑا ہے کہ کوئی حلال چیز دستیاب نہیں ہے تو حرام چیز
کھا کر زندہ رہے ،اب قانون بنا دیا یعنی

information

کو قبول کر کے اطلا ت آپ اسے پہنا رہے ہیں اللہ اور اللہ کے رسول کے
قوانین کے مطا بق یا شیطان کے قوانین کے مطابق اب اس میں آپ کو شیطانی
قوانین کے مطا بق جو آپ کو عمل پہنا یا جا رہا ہے اس کی بھی آپ کو ایجا زت
نہیں ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ جو ہے بندے کو ضائع نہیں کر تا اللہ تعالیٰ بندے
کی زندگی کو ختم نہیں کر تا اپنے قاعدے اور ضابطے کے ساتھ وہ ختم کر تا ہے
وہ اللہ تعالیٰ یہ نہیں چا ہتا بندے بھوکے مر جا ئیں ٹھیک ہے وہ حرام کا لقمہ یا
گوشت یا جو بھی چیز ہے اس نے کھا لیا ایک وقت کھا لیا دو سرے وقت جب اسے
کھا نا دستیاب ہو گیا پھروہی چیز جو اس کے لئے حلال تھی حرام وہ پھرحرام ہو
گئی ہبات یہ ہے کہ اس کو اختیارات استعمال کر نے میں نیت جو ہے نیت سیدنا
حضور علیہم الصلوٰ ۃ والسلام کا ار شاد ہے انعمل عمال و بہ نیاز...کہ اعمال کا
جو درومدار جو ہے وہ نیت پر ہے یعنی معنی پہنانے کے اوپر اب ایک آدمی نماز
پڑھتا ہے بہت اچھا عمل ہے لیکن اس نماز کے عمل میں اس کی نیت یہ ہے کہ
لو گ مجھے دیکھیں اور لوگ مجھے نمازی سمجھیں اور مجھے نمازی سمجھ کر
میرادب کر یں میرا احترام کر یں تو یہ عمل یعنی آپ نے اس وقت وہ عمل کر
تا ہے وہ وعمل اس کا ہے اللہ تعالیٰ کے لئے دیکھئے نماز وہ نہیں پڑھ رہا جس
کی نیت میں یہ بات ہے کہ لو گ مجھے نیک سمجھ کے نمازی سمجھ کے میری
عزت کر یںوہ بھی نماز پڑھ رہا ہے کسی کوکچھ پتا نہیں کہ اس کی نیت میں
کیا ہے وہ کیا سو چتا ہے ہجو آدمی خالی اللہ کی خوشنودی کے لئے نماز پڑھ رہا
ہے اب اس کے ذہن میں کیا ہے اب لوگوں کو پتا نہیں ہے لیکن وہ خود جو معنی
پہنا رہا ہے اس عمل میں نیت جو کررہا ہے نیت کا مطلب ہے عمل میں معنی
پہنا رہا ہے اب روزہ رکھتا ہے آدمی سارے دن بھو کا رہتا ہے اب کسی کوکیا پتا
غسل خانے میں جا کر پا نی پی لے ،کمرے میں جا کر پا نی پی لے، وضو کر رہا ہے
وضو کے کر تے کر تے پا نی پی لے اگر وہ ایسا کر تا ہے تو لوگوں کو تو پتا نہیںہے
لیکن اس کی نیت میں واقعہ ہے اس نے اس

information

کو جو خالصتاً ایسا عمل ہے جس کے جزا خود اللہ ہے اس کو اس نے غلط نیت
کر کے خراب کر دیا ہے ہاب وہ سارے دن بھو کا رہتا ہے اس لئے رہتا ہے بھو کا
کہ بھئی اللہ نے کہا ہے روزے کی جزا میں خو د ہوں اور میں آٹھ دس با رہ گھنٹے

بھو کا بھی رہے لیا مر تو نہیں جا ئو گا ہوے عمل سنجیدہ ہو گیا اور دو چار دن
بعد اسے ایسی عادت پر جاتی ہے نہ اسے بھوک لگتی ہے نہ پیاس لگتی ہے وقت
مقرر سے پہلے بلکہ یہ دیکھنے میں آیا آپ لوگوں کو تجر بہ ہو گا کہ رمضان
شریف جا نے کے بعد دو تین دن دل بہت برا ہو تا ہے آدمی کے اندر سے دل برا ہو
تا ہے یا ر کیسا تھا افطاری ہو تی تھی لو گ اکھٹے ہو تے تھے آذان ہو تی تھی
انتظار کر تے تھے اب کو ئی انتظار ہی نہیں ہے کو ئی رونق ہی نہیں ہے یعنی
وہ بھو کا رہنے کے عمل کی بھی عادت پڑ گئی اور اللہ تعالیٰ کے لئے چو نکہ نیت
تھی اللہ تعالیٰ کے لئے آدمی بھو کاپیساتھا تو اس میں اس کو ایسی لذت ملی کہ
جب رمضان شریف گئے اور روزے آپ نے نہیں رکھا تو آپ نے اس لذت کو یاد کیا
اور اس خلاء کو محسو س کیا یہ جبر و قد ر کا مسئلہ تو بڑا لمبا ہے ہم تو بھئی
بہت چھوٹے سے آدمی ہیں ہمیں رو پتا نہیں کب سے بحث چل رہی ہے صدیاں
گزر گئیں لیکن مختصرہ یہ ہے کہ انسان کو اللہ تعالیٰ نے نیت کر نے کا اختیار دیا
انسان نیت کر تا ہے۔ کسی عمل کوکر نے کر نے پر اسے اختیار دیا لیکن اسے
عمل پرنیت کر نے پر اختیار دیا ہےجہاں انسان کا اختیار زیربحث آتا ہے معنی پہنانے
کی حد تک نیت کر نے کی حد تک وہ با اختیار ہے اور جہاں عمل کا تعلق آتا ہے تو
وہ جبر ہے اس کو روحانی لوگوں نے یہ بھی کہا ہے کہ لو ح محفوظ پر د تکبریں
لکھی ہیں ۔ایک تکبر کو مبرم کہتے ہیں ،م ب ر م اور تکبر کامعلق کہتے ہیں ۔
تو مبرم تکبر کا مطلب یہ ہے کہ انسان جہاں مجبور بحث ہے مثلاً کو ئی انسان
اپنی مرضی سے پتے درخت یا پا نی سے پیدا نہیں ہو تے پیدا ئش کے لئے ضروری
ہے کہ ماں ہو لیکن ماں سے پیدا ہو نے کے بعد جب اس کو عقل و شعور آجا ئے
گی اب وہ اپنی زندگی کے بہت سارے فیصلے اپنے اختیار سے کر ے گا ۔بہت سارے
فیصلے جو ہیں اپنے والدین کے اختیار سے کر ے گا مثلاً چھوٹے بچے ہو تے ہیں دو
تین سال کے انہیں کو ئی اختیار ہی نہیں ہو تا ماں باپ نے کپڑے پہنا دئیے انہوں
نے پہن لئے نہیں پہنا ئے نہیں پہنے، دودھ پلا دیا دودھ پی لیا مقصد یہ ہے کہ
چھوٹے بچے ہیںچار پا نچ سال کے آپ نے دیکھا ہو گا کہ اس کا اختیار استعمال
نہیں کر تا انہیں ہمارے ہی نہیں ہے کہ اختیار استعمال ہو تا یا نہیں ہوتا تو
ہماری جو زندگی ہے اس زندگی کا نصف حصہ جو ہے وہ ہم عالم جب میں
گزارتے ہیں یعنی تکبر مبرم میں اور زندگی کا نصف حصہ جو ہے عالم اختیار میں
یعنی تکبر معلق میں تکبیرہ معلق کا مطلب ہی یہ ہے کہ جہاں انسان نیت کر تا
ہے کسی کام کو کر نے کی نیت کر تا ہے اور جہاںانسان نیت نہ کر سکے مثلاً کو
ئی بچہ ہے اسے پیدا ہو تے ہی آپ روٹی نہیں کھلا سکتے ،ساگودانہ کھلا سکتے،
دلیا نہیںکھلا سکتے دودھ ہی پلا ئیں گے اس لئے کہ نظام بن گیا اب وہ ایسا نظام
ہے کہ انسان کا بچہ بھی دود ھ پئے گا، بکر ی کا بچہ بھی دود ھ پئے گا، بھنس کا
بچہ بھی دودھ پئے گا، ہا تھی کا بچہ بھی دودھ پئے گا نظام ہے ایک اللہ تعالیٰ کا
لیکن جب یہی بچہ اٹھارہ انیس سال کا بالغ با شعور ہو تا ہے اب وہ دودھ بھی
پیتا ہے ،روٹی بھی کھا تا ہے، گوشت بھی کھا تا ہے تو مجبوری جو ہے وہ اس حد

تک ہے کہ انسان کوزندہ رہنا ہے جب تک اللہ تعالیٰ چاہئیں گے اسے زندہ رہنا
ہے، جب اللہ تعالیٰ چاہیں گے اسے پیدا ہو نا ہے ،جب اللہ تعالیٰ چاہیںگے اسے
جوان ہو نا ہے، جب اللہ تعالیٰ چاہیںگے اسے مثال کے طور پر کو ئی آدمی چاہتا
ہی نہیں ہے وہ بوڑھا ہو، کو ئی آدمی نہیں چاہتا بوڑھا ہو، لیکن بوڑھا ہو تا
ہے ،آدمی کو ئی آدمی زندگی میں یہ نہیں چاہتا کہ مر جا ئے لیکن آدمی مر تا
ہے کیوں بھئی کسی کا دل چاہتا ہے مر جا ئے ؟کسی کا نہیں چاہتا حضور قلندر
باباولیا ء نے مجھے ایک قصہ سنایا ایک بڑے میاں تھے بہت بوڑھے ہو گئے تھے
عمربہت زیادہ،ہو گئی تھی سارے ان کے عزیز رشتہ دار اللہ کو پیارے ہو گئے
اکیلے رہے گئے بچارے آدمی تھے جنگل میں جا تے لکڑیاں چن کر با زار میں لا کر
بیچ دیا کر تے تھے اس سے گزرا کر تے تھے ایک روز ایسا ہوا کہ لکڑیاں چنتے چنتے
ایک گٹھر بنایا وہ اتنا بھا ری ہوگیاکہ جب اٹھا نے لگے تو ہا تھ کا نپنے لگے بوڑھے
آدمی تھے ضعیف تو انہوںنے بڑا شکوہ کیا کہ موت بھی نہیں آتی مجھ سے ملکہ
الموت بھی روٹھ گئی ا بھی وہ، شکوہ شکا یت ہی کر رہے تھے کہ ایک صاحب
برابر میں آکر کھڑے ہو گئے السلام و علیکم ...انہوں نے کہا بھئی تم کو ن ہو ؟
کہاں سے ایک دم ظاہر ہو گئے ؟تو انہو ں نے کہا صاحب میں ملک الموت ہوں
ابھی آپ نے مجھے یاد کیا تھا میں حاضر ہو گیا ہو ں بتا ئیے آپ کی کیا خدمت کر
سکتا ہوںتو اوپر سے نیچے تک ملک الموت کو دیکھا اور کہنے لگے بھا ئی ابھی تو یہ
خدمت ہے یہ گٹھر اٹھا کر میرے سر پر رکھ دو مقصد یہ ہے کہ آدمی مر نا نہیںچا
ہتا لیکن مر جا تاہے تو مر نا جبر ہے پیدا ہو نا جبر ہے لیکن پیدا ئش اور مر نے
کی بعد کی زندگی میں آپ جو اعمال کر رہے ہیں ان اعمال میں آپ کی نیت کیا
ہے یہ آپ کوطے کر نا ہے ایک آدمی ساری زندگی نماز نہیں پڑھتا، ایک آدمی
ساری زندگی شرا ب پیتا ہے ، ایک آدمی ساری زندگی جوا کھلتے رہتاہے،اب
دیکھئے آپ نے اپنا اختیار استعمال کیا تو نماز پڑ ھی نے اختیار استعمال کیا تو
مسجدگیا نہ،ایک آدمی شراب خا نے میں چلا گیا اگراس نے اپنا اختیار استعمال نہ
کیا ہوتا ظاہر ہے وہ شراب خانے میں نہ جا تا جو شراب خانے میں جا رہا ہے و
ہ بھی آدم کا بیٹا ہے جو مسجد میں جا رہا ہے وہ بھی آدم کا بیٹا ہے ہایک آپ کو
بڑا عجیب قصہ سنا ہمارا تو بڑا چوٹ وٹ لگ گئی پتا نہیں کیا ہوا بڑی وی ہو
ئی پھر میں حضور کے پاس میں گیا بڑی لا ٹھی وٹھی تھی ٹانگ میری ٹوٹ گئی
تھی کیا ہو گیا تھا یاد نہیں ہے لیکن بر حال لاٹھی وٹھی لیکر میں گیا شکوہ کیا
بڑی تکلیف ہو رہی ہے تو انہوں نے ایک قصہ سنا یا کبھی کبھی بڑے مونڈ میں ہو
تے تھے انہوں نے کہا بھئی دیکھو دو دوست تھے ایک نمازی تھا اور ایک چور تھا تو
وہ جو نمازی تھاو ہ تہجد کے وقت نماز کے لئے نکلتے تھا بھئی مسجد میں تہجد
پڑھیں گے پھر فجر کی نماز پڑ ھ کر مسجد سے آجا ئیں گےہ چور جو تھا وہ اسی
وقت چوری کے لئے نکلتا تھادوست تھے دونوں تو دونوں گھر سے نکلیں راستے میں
دونوں ٹکرا گئے تو چور صاحب نے کہا بھئی کہاں جا رہے ہو ہپتا ہے ہمارا تو
مسجد کے علاوہ ہم کہاں جا ئیں گے ہانہوںنے کہا بھئی تم کہاں جا رہے ہوں ؟

انہو ننے کہا تمہیں بھی پتا ہے ہم چوری کرنے کے علاوہ کہاں جا ئیں گے ۔وہ
مسجد کی طرف گئے ۔چور گیا شہر کی طرف یا بستی کی طرف چلے گئے تو یہ
جونمازی صاحب تھے راستے میں پتا نہیں کیا ہوا کس چیزسے ٹکرا ئے پیر ٹوٹ گیا
گر گئے اور اتنی زیادہ چوٹ آئی کہ اسقابل نہ رہے نہ گھر جا سکے نہ مسجد جا
سکے بس ہا ئے ...ہا ئے کر کے و ہ وہی پڑے رہے ۔رات کا وقت تھا سناٹا تھا صبح
تک پڑے رہے صبح جب جھٹ پٹا ہو ا آذا ن کا وقت ہو اتو دیکھا کہ ایک صاحب
آرہے ہیں سر پر بہت بڑی پوٹری لیکر اور راستے میں انہوں نے کہا بھئی کیا بات
ہے کو ن ہے انہوں نے کہابھئی میں ہوں ارے بھا ئی تجھے کیا ہو گیا ہے ؟انہو ننے
کہا میرا تو پیر ٹوٹ گیا اچھا انہوں نے کہا تو ٹھہر میں یہ سامان رکھ آئو چو ری
کر کے لا یا ہوں۔ پھر میں تجھے لے جا ئوں گا گھر وہ اپنے گھر گیا اپنا سامان رکھا
آیا نمازی سے پو چھا بھا ئی تیرا کیا حال ہے ۔انہوں نے کہا بھا ئی مجھے تو اتنا
مال مل گیا ہے کہ میری نسلیں اگر بیٹھ کر کھا ئیں تو تو انہوں کو ئی کام کر نے
کی ضرورت نہیں ہے ۔ایسا لگتا تھا کہ قدر ت اس کی مہربان تھی کہ میں نے
سامان بھی نکا لا اور گٹھری بھی با ندھی اوردروازہ بھی کھو لا اور واپس بھی آیا
نہ کو ئی جا گ ہو ئی نہ کسی کو کو ئی پتا چلا ایسا لگ رہا تھا وہاں باہر مال
رکھا تھا میں اٹھا کر لے آیا ۔نمازی دوست نے جب یہ بات سنی تو ا سکے اندر
شکوہ پیدا ہو گیا ۔انہو ں نے کہا اللہ میاں آپ بھی عجیب ہیں یہ بندے چوری کر
نے گیا ہے صیحح سلامت آ بھی گیا میں تیرا نام لینے جا رہا تھا مسجد میں تو نے
میری ٹانگ توڑ دی کیا یہی تیرا انصاف ہے ۔خیروہ چور اٹھا کر نمازی دوست
کوکمر پر گھر لے گیا مر ہم پٹی کی تو انہیں نیند آگئی سکون مل گیانمازی
دوست کو تو انہو ننے نمازی صاحب نے خواب دیکھا خواب میں یہ دیکھا کہ ایک
عرش ہے اس پر اللہ تعالیٰ تشریف فرما ہیں اور یہ نمازی اس عرش کے سامنے
کھڑا ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ سے یہی شکوہ کر رہا ہے کہ صاحب آپ کا بھی
عجیب ہی نظام ہے عجیب ہی قدر ت ہے عجیب ہی بے نیازی ہے ہمارا پیر توڑ
دیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ شکوہ سنا اور سنے کے بعد کہا تمہیں کچھ پتا بھی ہے
نیچے دیکھو اب اس نے عرش سے جو زمین سے طرف دیکھا وہاں یہ منظر نظر
عام پر آیا چور جو تھا وہ بادشاہ ہوگیا بڑا دربار ہے کر سی ہے درباری کھڑے ہو
ئے ہیں اور وزیر اندر آکر بتا رہے ہیں وہ اپنا کر سی پر بیٹھا ہواہے اور یہ جو
نمازی ہے یہ پھا نسی پر لٹکا ہوا ہے گلے میں پھندا ہے او رلٹکا ہوا ہے اور زیادہ
گھبراہٹ ہو ئی بھئی میں چو ر بادشاہ بنا ہوا ہے میں نمازی پھا نسی پر چڑا ہوا
ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا دیکھو بات یہ ہے کہ یہ چور جس گھڑی اس نے چوری
کی اگر یہ اس وقت چوری نہ کر تا تو اس کو اس وقت بادشاہ بنا دیا جا تا
اورلیکن اگر تم نماز کو نہیں جا تے تو تمہیں سو لی پر چڑا دیا جا تا تو وہ سو لی
جو سزا ہے وہ تمہا را پیر توڑ کر کر دی گئی جو اچھا ہوا لیکن ا س چور کی
کتنی بڑی محرومی ہے کہ اس نیایک گٹھری مال میں خوش ہو گیا ۔تو جب
انسان اپنے اپنی نیت کواپنے اختیار کو صیحح معنوں میں استعمال کر تا ہے تو

تھوڑی بہت بیماری میں بھی اس کے لئے فا ئدہ ہو تا ہے ۔تھوڑی بہت کا روباری
نقصان میں بھی اس کے لئے فا ئدہ ہو تا ہے ۔ اس لئے کہ اس نے اختیار کی نیت
جو ہے وہ اللہ اور اللہ کے رسول کے بنا ئے ہو ئے قانون کے مطا بق نیت کی تو
اللہ تعالیٰ جو ہے اس کو نوازتے ہیں اور جب وہ اللہ تعالیٰ کے قانون کے خلاف
اپنی نیت استعمال کر تا ہے تو اس کا حشر وہی ہو تا ہے جو شیطان کا ہو تا ہے
۔اختیار اور جبر کا جو اتنی بڑی جو تقریرہی ہو گئی ہے یہ چھوٹے سے سوال میں
نہیں مطلب یہ ہے کہ سمجھ میں آئی بات اچھا ذرا۔ ہاتھ تو اٹھا ئو کتنے لوگوں
کی سمجھ میں آئی ما شا اللہ بس بس ٹھیک ہے مطلب یہ ایک خوشی ہو تی ہے
کہ ایک آدمی میں کوشش یہ کر تا ہوں کہ حضور پاک ؐ کا ارشاد ہے کہ جب تم
کو ئی بات کرو تو مخاطب کی صلاحیت کو سامنے رکھتے ہو ئے کرو۔ مثلاً ایک
بچہ ہے اب وہ نر سری کا ہے اب آپ اس کے سامنے جمع تفریق شروع کر دیں
کچھ بھی سمجھ میں نہیں آئے گا حضور قلندر با با اولیا ء فرمایا کر تے تھے ایک
کسا ن ہے وہ زمینوں کو سمجھتا ہے مٹی کے رنگ کو سمجھتا ہے مٹی کے اندر
کتنی نشوو نما ہے اس کوسمجھتا ہے ساٹھ سال کی اس کی عمر ہے بڑا تجر بہ
ہے اس کوزمینوں کے مطا بق لیکن اس ساٹھ سالہ کسان بہت تجر بہ کار اپنی
فیلڈ میں اس کے سامنے اگر آپ ایٹم کی تھوری بیان کر نا شروع کر دو تو اس کی
کچھ سمجھ میں نہیں آئے گا ہیا آئے گا؟اسی صورت سے میں کوشش کر تا ہوں
کہ میں اس طرح بات کروں میں نے ہاتھ اس لئے اٹھ وائیں ہیں کہ مجھے بھی
خوشی ہو ئی کہ میں نے ایک بات کی تو آپ لوگوں نے سمجھا اللہ تعالیٰ ہم سب
کو اور مزید سمجھنے کی فہم و فراست کی تو فیق عطا فرما ئے اور غور کر نے
کی اب یہ جو سوال و جواب کی یہاں جو نشست ہے اس کے پیچھے میرا منشاء
یہی ہے کہ ہمارے اندر ہمارے بھا ئیوں کے اندر تفکر پیدا ہو۔سوال آدمی وہی کر
تا ہے جب وہ کسی چیز کے بارے میں سمجھنا چا ہتا ہے تفکر میں اس کی گہرا
ئی میں جا نا چا ہتا ہے تو آپ لوگ کتابیں پڑھیں ،قرآن شریف پڑھیں، حدیث
شریف پڑھیں، سب میں غورو فکر کر یں جہاں غورو فکرکے بعد کو ئی بعد
سمجھ میں نہ آئےیہ ضروری نہیں ہے عظیمیہ سلسلے سے لوگ ہی سوالکر یں
گے توسوال ہوگا بھئی ماشا اللہ آپ اتنے سارے لوگ ہیں آپ کیوں نہیںسوال لیتے
کو ئی سائنسی سوال ہے آپ کی سمجھ میں نہیں آتا بھئی مجھ سے سوال کرو
مجھے اگر وہ چیز نہیں آئی میں اطراف کر لوں گا مجھے نہیں آتی لیکن مجھے فا
ئدہ ایک یہ ہو گا کہ جب میرے سامنے ایسا سوال آئے گا جس کا میں جواب نہیں
دے سکوں گا تو میںبھی تفکر کروں گا میں بھی ڈھونڈوگا ۔بھئی میرے اتنے سارے
دوست احباب عزیزرشتہ دار آپ سب اولاد کی جگہ تشریف لا تے ہیں تو میری یہ
ڈیوٹی ہے میری آپ کی جو علم کی پیاس ہے جس طرح بجھا سکتا ہوں میں بجھا
ئو ں آپ کو علمی اعتبار سے سیراب کروں تو اگر اس سیرابی میں کہیں کمی
ہو گئی تو میں بھی مطا لعہ کرو ں گامیں بھی غور کروں گا میرے بھی تو بڑے
ہیں میں نے اپنے بڑوں سے پو چھو ںگاتو یہ سوال و جواب کی نشست میںجتنے

بھی لوگ سب کو حصہ لینا چا ہئے۔ سب کوسوچ و چار کر نی چا ہئے جو بھی
سوال آئے یعنی عملینو عیت سے یہ اصل میں یہ جمعہ کا جو ہمارا پروگرام ہے
ہمارے جواب کا یہ سمجھئے کہ ہمارایہ اسکول ہے درس ہے تو اس درس سے فا
ئدہ اٹھانے کے لئے ایک تو یہ آپ سن کر گھر چلے جا ئیں تو ایسا ضرور ہو گا آپ
کے ذہن میں یہ سوال آئے گا ہمیں یہ سوال کر نا چا ہئے لیکن حجاب بعض
لوگوں کو حجاب آتا ہے بعض لوگ کہتے ہیں کو ئی بدادبی گستاخی نہ ہو جا ئے
ایسی کو ئی بات نہیں ہے یہ جو سوال و جواب کی نشست ہم قائم کر تے ہیں
اس کا منشاء ہی یہ ہے کہ زیادہ سے زیادہ لوگ قرآن پاک میں ،حدیث شریف
میں ،پیغمبر ونمیں،اولیا ء اللہ کے واقعات میں، آسمانونمیں، زمین میں جہاں بھی
وہ غوروفکر کرتے ہیں ان کے اندر سوال ابھرے اور اسکا جواب انہیں نہ ملے
تویہاں آجائیں سوال لکھ کر دیں نہ لکھ کر دیں کھڑے ہو کر کر یں تویہ ہم سب
بیٹھ کر کو شش کر یں گے کہ اب جیسے جبر اگراس کا ایک سوال آیا ظاہر ہے
بہت سارے لو گوں کی ا س میں اشرفی ہو گئی ہو سکتا ہے بہت سارے لوگ
ابھی بھی اس میں کو ئی سوال کر نا چا ہتے ہون تواگلے جمعہ کوآپ اس
نشست میں آسکتے اس سلسلے میں کہ اصاحب یہ بات تو سمجھ میں آگئی یہ
بات سمجھ میں نہیں آئی یا یہ بات تو لو جک میں آتی ہے یہ بات لو جک میں ہی
نہیں آتی تو اس میںہم سب دونوں ایک آپ ہیایک میں ہوں ہم آپس میں بیٹھ
کر غورو فکر کریںگت اس کو سمجھنے کی کوشش کر ے گے اس کا فائدہ یہ ہو
ہمارے اندر تفکر پیدا ہو دوسری بات میں نے پہلے بھی کہی بار آپ سے پھر عرض
کر تا ہوں آپ جو حضرات یہاں تشریف لا رہے ہیں اگر اپنے ساتھ اپنی نو جوان
نسل کو بھی ساتھ لیکر آئیں تو اس سے بھی ایک تر بیت کا ایک اسکول کھو لے
گا ۔ آپ کے ما شا اللہ میٹرک تک بچے ہیں۔ میٹرک کے آگے پڑھنے والے بچے ہیں
نہیں آتے ایک دفعہ نہیںآئے گے ،دو دفعہ نہیں آئے گے ، تین دفعہ نہیں آئے گے انہیں
پیار محبت سے یہاں لا ئیں تاکہ دیکھئے نہ جب آپ اتنی دور جنگل میں آتے ہیں تو
ظاہر ہے کو ئی نہ کو ئی وجہ تو ہے تو آپ شہرچھوڑ کر جنگل میں آپ آجا ئیں
تو کیا تفریحی ہے ریڈیو یہا ں نہیں، ٹی وی یہاں نہیں ،بس یہاں نہیں کو ئی چیز
ایسی نہیں ہے جو بظاہر دنیا کی دلچسپی کی ہو لیکن آپ حضرات آتے ہیں تو
اظاہر ہے آپ اس لئے آتے ہیں کہ یہاں آکر آپ کو کچھ ملتا ہے سکون ہی ملتا
ہے علم کی با تیں سننے کو ملتی ہیں تو اب آپ کی میری یہ بھی ذمہ داری ہے
کہ ہمارے جو نو جوان بچے ہیں ہم ان کو بھی پیار محبت سے لا ئیں ان سے بھی
کہیں اگربھئی تمہیں کو ئی سوال کر نا ہے تومذہب کے با رے میں کچھ پو چھنا
ہے بھئی تم بھی پو چھ لو تو میرا خیال ہے آپ سب اس سے متفق ہو گئے کہ اپنے
بچوں کو بھی ساتھ لا ئیں بڑے بچوں کو بھی چھوٹے بچوں کو بھی چھوٹے بچے کو
ہنگا مہ،کر یں گے شور کر یں گے لیکن بڑے بچے کو ایسے ہیکہ بھئی ہماری
زمانے میں یہ تھا ہمیں یا د ہے کہ ہمارے ابا جی جب بھی کہیں جا تے تھے کسی
بزرگ کے پاس مجھے ساتھ لیکر جا تے تھے ان کی عادت تھی کہیں سن لیا ہو کہ

کہیں کو ئی اللہ والا آیا ہے کسی مسلت کا ہو کسی عقیدت کا ہو وہ عقیدے کے
ہو وہ جا تے ضرور تھے خود تو وہ دویو بندی مسجدمیں رہتے تھے لیکن جب وہ
سنتے تھے کو ئی بزرگ ہے فقیر ہے مزدوب ہے وہ جا تے ضرور تھے اور جا تے وقت
مجھے ساتھ لیجاتے تھے عید میں ساتھ لیجا تے تھے ،بقرعید میں ساتھ لیجا تے
تھے ،جمعے میں ساتھ لیجا یا کر تے تھے، فجر کی آذان مجھ سے دلا یا کرتے تھے
میں بہت چھو ٹا آٹھ نو سال کا بچہ لیکن فجر کی سردی ہو یا گر می آذان دلا تے
تھے پہلے میں آذان دیتا تھا پھر مو ذن صاحب آذان دیتے تھے تو اس زمانے میں
ہمارا ایک ماحول تھا ہمارے بزرگ اپنے بچوںوقت دیتے تھے یہ جو کو جنریشن گیپ
آپ کہتے ہیں نہ اس کی بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ بزرگوں نے بچوں کو وقت دنا
چھوڑ دیا اپنے ساتھ لیجانا اپنی قصل شان سمجھنا بھئی آپ اپنے بچوں کو اچھی
جگہ آپ جا رہے ہیں تو کیوں نہیں اپنے بچوں کو اپنے ساتھ میں رکھیں وہ بھی
کچھ بات اچھی سن لیں گے وہ بھی آپ کے نقشہ قدم پر چلیں گے ان کے ذہن
میں بھی مادی علوم کے ساتھ ساتھ اللہ اور اللہ کیرسول کے علوم اور روحانی
علوم ان کے اندر بھی منتقل ہونگے تو میری آپ سے تجدید ہے درخواست ہے کہ
اپنے جوان بچوں کو ایک کو دو کو ضرور لا یا کر ینتو کم از کم ایک دو گھنٹے ان کو
ایک مذہبی ماحول تو ملے گا ورنہ وہ کہیں تاج کھیل رہے ہونگے کہیں ٹی وی
دیکھ رہے ہو نگے کہیں لڑ رہے ہو نگے بھڑ رہے ہو نگے توآئندہ سے مجھے امید
ہے انشا اللہ یہ جو لیو ہے حاضری زیادہ ہو گئی تو اللہ تعالیٰ ہم سب کو رسول
اللہﷺ کے علوم سیکھنے کے تو فیق عطا فر مائے ۔اور اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن میں
اور کتا بوں میں تفکرکر نے کی ہدایت عطا فر ما ئے ۔مسلمانوں کی جو زبو حالی
ہے اور مسلمانوں کی جو ذلت اور رسوائی ہے اس کی واحد وجہ جو ہے کہ
مسلمانوں میں قرآن پاک میں تفکر ہمارے اسلاف میں اور ہمارے اندر بنیا دی
فرق یہ ہے کہ ہمارے جو اسلاف جو ہے وہ اللہ کی تو فیق پرفکر ہے اس غورو
فکر کے نتیجے میں وہ سارے عالم پر لا زم ہے کہ سارے امریقہ فرا نس اور اٹلی
او ر سب ہمارے محکوم تھے ہم ان کی حاکم تھے اب صورت حال یہ ہے کہ ہم
سب آزاد ہو گئے ان کے محکوم سے با ت کو ئی نہیں ہے کہ ہم نے اپنے بزرگوں
کی یا اسلاف کی جو گر فت ہے اپنے ہمارے بزرگوں کا جو راستے تھا ہمارے
بزرگوں کی جو طرز فکر تھی اس کو ہم نے ختم کردیااگر پھر ہم نے کامیا بی چا
ہتے ہیں اگر پھر ہم عروج حاصل کر نا چا ہتے ہیں پھر ہم ساری دنیا پر حاکم
بننا چا ہتے ہیں تو ظاہر ہے ہمیں یہی طریقہ اختیار کر نا پڑے گا کہ جو ہمارے
بزرگوں نے ہمارے اسلاف نے ہمارے آبا ئو اجداد نے جو عمل کیا ہے ہم اس عمل
کع دوہرا ئیں جیسے جیسے ہم اپنے بزرگوں کے عمل کو دو ہرا ئیں گے تو جس
طرح ہمارے بزرگوں کو اللہ تعالیٰ نے سارے دنیا پر حکمرانی کی ہے بلکہ کا ئنات
سے حکمرا نی عطا کی ہے اب دیکھئے نہ رسول اللہﷺ ہمارے اسلاف ہیں ہمارے
بزرگ ہیں ،ہمارے داداہیں، ہمارے باپ ہیں ،ہمارے پیغمبر سب کچھ ہیں اللہ کے
پاس اگر کو ئی فضلیت ہے کوئی مر غی ہے کو ئی مر تبہ ہے کوئی قربت ہے وہ

رسول اللہﷺ کی ہے ہمارے بزرگ ہمارے با پ رسول اللہﷺ اللہ تعالیٰ نے کا ئنات
پر حاکمیت عطا کی ہے۔ انہو ں نے ایک اشارے کر دیا چا ند کے دوٹکڑے ہو گئے
ٹھیک ہے۔ ہم چا ند کے دو ٹکڑے نہیں کر سکتے لیکن ہم چا ند، سورج،
ستارے ،کہکشا نی نظام میں غورو فکر کر تے ہیاس کے اندر داخل توہو سکتے
ہیں غیب کی دنیا کا مشا ہدے تو کر سکتے ہیں یہ ہمیں کام کر نا ہو گا اپنے
بزرگوں کی جو ہدایت ہیں انہیں دو بارے زندہ کر نا ہو گا ۔۔ہمارے بزرگ کی یہ
روایت تھی ہر اچھی جگہ اپنے بچوں کو ساتھ لیجا یا کر تے تھے اس سے کیا ہو تا
تھا بچوں کے اندر بزرگوں کا احترام پیداہو تا تھا بچے یہ دیکھتے تھے ہمیں بھی
ہمارے والد ہمارا کس طرح خیال رکھتے ہیں بزرگوں سے کس طرح ملتے ہیں
کس طرح بات کر تے ہیں آداب مجلس کیا ہو تی ہے ۔تو انشا اللہ جب ہم
تھوڑی سی کو شش کر یں گے تو اس سے اولاد کی اچھی پروارش ہو گئی اور
گھر میں بھی سکونہو گا اب اولاد کی تربیت اچھی ہو گی تو گھر میں بھی اچھے
حالات پیدا ہو نگے ۔اختتام

خطبات

خواجہ شمس الدین عظیمی

Acd vol 96

Track 2

Time 11:05

۲۔۔ہم کہاں سے اس دنیا میں آتے ہیں اور کہاں چلے جا تے ہیں ؟

اس میں تفصیل کی تو کو ئی بات ہی نہیں ہے۔ بھئی ماضی وطن میں جس طرح
بچے پیدا ہوتے ہیں وہ سب ہی جا نتے ہیں اللہ تعالیٰ نے خود بھی قرآن پاک میں
فرمایا ہے۔ کہ هو الذی یصورکم ...کہ دیکھو اللہ تعالیٰ کتنا بڑا ہے۔ کتنا مصور ہے۔
کیسے ماں کے پیٹ میں کسی کسی تصویر کشی کر دی ہپھر اللہ تعالیٰ کایہ
حساب کتا ب بیان کیا کہ بھا ئی جن لقمہ ماں کے پیٹ میں پڑ تا ہے۔ تو لقمہ سے
حلق بنتا ہے۔ حلق سے لقمہ بنتا ہے۔ لوتھڑے سے ہڈ یاں بنتی ہیں ہڈیاں اس کے
ساتھ چلتی ہیں شریر میں اس میںکیا کیا پو چھنا چا ہتے ہو ؟کیا کیا پو چھنا چا
ہتے ہو؟

اس کے حوالے میں یہ پو چھنا چا ہتے ہیں انسانوں کی اور مخلوقا ت کی تقسیم
کس طرح ہو تی ہے۔ خاندان الگ الگ کس طرح بن جا تا ہے۔ ؟

خاندان الگ الگ اس طرح بن جا تے ہیں اللہ تعالیٰ نے کن کہا توسا ری کا ئنات
بن گئی ایک جگہ اس میں انسان بھی تھے جنات بھی تھے فرشتے بھی تھے تھے کیا

ہیں ابھی بھی جا ری و ساری ہے تو ہرچیز جب کن کہا اللہ تعالیٰ نے ساری کا
ئنات بن گئی تو اس کائنات میں یہ بات موجود تھی وہ کا ئنات تو بن گئی کائنات
کو یہ پتا نہیں تھا میں کیا ہوں ؟میں کون ہو ؟کس طرح ہو ں ؟گمشدگی ہوں
پھر اللہ تعالیٰ نے اس کو آواز دی مو شبی کا مطلب یہ ہے کہ کائنات تو بن گئی
لیکن کا ئنات کو ابھی آواز منتقل نہیں ہوئی ۔پہلے اللہ تعالیٰ نے کا ئنات بنا ئی
پھر کا ئنات بنا نے کے بعداللہ تعالیٰ نے حواس عطا کئے اس کا ئنات کی گمشدگی
کو دور کر نے کے لئے اللہ تعالیٰ نے خود کوکائنات کے سامنے کیا اور ساتھ ساتھ
سامنے دیکھنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے کا ئنات کو مخاطب بھی کیا اور یہ کہا(اے
مخلوق میں تیرا رب ہو ں)تو کائنات کو جب کائنات کو اس بات کا علم ہوا کہ
کو ئی ہمارا رب ہے تو ا س کا مطلب یہ ہو اکہ کائنات کے اندر سمات منتقل ہو
گئی ۔یعنی حو اس کا جو پہلا درجہ یعنی حواس کی پہلی جو درجی یہ جو پہلی
انسان کو اس کائنات کو حاصل ہو ئی وہ سمات ہے ۔اب اس کو کا ئنات کے بجا
ئے آدم ہم کہہ گے آدم کو یہ سمات حاصل ہو گئی یہ سمات کی حس حاصل ہو
گئی ۔ تو اب اس کے اندر دو حواس پیدا ہو گئے ایک حواس یہ پیدا ہوا اسے پتا ہے
میں ہو ں کیا ہوں؟ کو ن ہوں؟ کس طرح ہو ں ؟کچھ بھی نہیں پتا تھا جب اللہ
تعالیٰ نے کہا الست بر بکم ...میں نے آواز دی اللہ تعالیٰ نے (اے مخلوق میری
طرف دیکھ میں تیرا رب ہوں)تو سب سے پہلے ا نسان کو اللہ تعالیٰ نے جو
حواس براہ راست منتقل ہو ئے وہ عمر شناخت دو حواس کائنات میں مخلوق
میں آدم میں آگئے ایک یہ کہ میں ہوں اپنا انحصار اپنا ایثار اور دو سرا یہ ہے کہ
آواز آواز سننے کے بعد یہ ہے کہ کو ئی آدمی جب کسی کو آواز دیتا ہے تو اس کو
ہی ہو تا ہے تو جب کا ئنات اس آواز کی طرف متوجہ ہو ئی تو اس کا ئنات نے
دیکھا کہ اللہ تعالیٰ سامنے مو جود ہیںتو سامنے موجود دیکھنے کامطلب یہ ہے کہ
تیسرے حواس انسان کو دیکھنے کے منتقل ہو گئے ۔تیسری قوت بصارت جو ہے
وہ منتقل ہو گئی اور جب اللہ تعالیٰ نے کن کے بعد کا ئنات کو مخاطب کیا تو
پہلے سمات منتقل ہو گئی ۔اور پھر جب کائنات نے اس آواز کو متوجہ ہو کر
دیکھا تو سب سے پہلے اس نے اللہ میاں کو دیکھا تو اس کوسمات اور بصارت
منتقل ہو گئی سمات اور بصارت منتقل ہو نے کے بعد اس نے اللہ تعالیٰ کے ہو نے
کا اللہ تعالیٰ نے ربوبیت کا اقرار کیاتو اب جو ہے اسے قوت لفت یعنی بو لنے کی
حس جو ہے منتقل ہو گئی۔ ا ب یہ دیکھئے ایک سننا ،ایک دیکھنا ،ایک بو لنا اور
ایک اپنا اجراک کر نا تویہ چار حواس جو ہیں اس کو منتقل ہو گئے۔ لیکن صورت
حال یہ ہے کہ اس کو چاروں حواس تو منتقل ہو گئے لیکن یہ چار حوا س پوری
کائنات کومشترک منتقل ہو گئے ۔انفرادی طور پر ابھی کو ئی بات زیر بحث نہیں
آئی ۔تو یہ جو حواس منتقل ہو ئے اس کو کہتے ہیں نوعی حواس منتقل ہو
گئے ۔یعنی انسان نے اپنے اجراک کر لیا میں انسان ہوں ،بکر ی نے خود اجراک کر
لیامیں بکر ی ہو ں ،کبوتر نے خود اجراک کر لیامیں کبوتر ہو ں ،ساری کائنات
میں نو ع اجراک سے اپنے اجراک کر لیا اور نوع اعتبار سے کا ئنات کو حواس

منتقل ہو گئے ۔پھر یہ سلسلہ نزول کاشروع ہوا پھر یہ ساری کائنات جو ہے
عالم ارواح سے منتقل ہو کر منتقل ہو گیا ۔یعنی کائناتی پروگرام پہلے اس طرح
بنا کہ وہاں صرف اجراک تھا کا ئنات کو پھر کا ئنات کا دوسرا پروگرام یہ بنا کہ
کا ئنات کے اندر تین حسیں پیدا ہو گئے، سننا دیکھنا ،بو لنا یعنی کان منتقل ہو
گئے، آنکھ منتقل ہو گئی اوربو لنے کے لئے زبان منتقل ہو گئی اور ساتھ ساتھ چو
تھی حس پہچانے کی منتقل ہو گئی ۔کہ جب اس نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا اور دیکھ
کر پہچا نا تو یہ کہا نے جی ہاں آپ ہمارا رب ہیں ہم اس بات کا اقرار کر تے
ہیں یہی کا ئنات میں یہ ساری چیزیں پیدا ہو ئیں اس کو روحانیت کا نزول کہا
جا تا ہے۔ جب یہ نزول واقع ہوا تو کتنی چیزوں کو اب یہ کائنات سے پہلے کچھ
نہیں تھا۔ اللہ تھا تو یہ کائنات کا ایک رخ تھا ۔پھر اللہ تعالیٰ نے جب کن کہا تو
اللہ تعالیٰ کے ذہن میں جس طرح کا پرو گرام وہ بدر بن گیا یہ کائنات کا دوسرا
رخ ہوا ۔پھرجب اللہ تعالیٰ نے کا ئنات کو حواس منتقل کر دئیے تو یہ کائنات کا
تیسرا رخ ہو گیا ۔تو اب جہاں اللہ تعالیٰ نے کن سے پہلے مو جود کئے اس کو
وہجب الوجود کہا عالم ارواح کہا علم القلم بھی کہا ہے اور تیسرے اس میں جو
ہے وہ لو ح محفوظ منتقل ہو گیا ۔تو اس کا مطلب یہ ہوا جیسے ہی اللہ تعالی
نے الست بربکم کہا تو کائنات کا جمود ٹوٹ گیا اور جمود ٹوٹنے کے بعد حرکت پیدا
ہو گئی ۔جیسے ہی یہ حرکت پیدا ہو ئی نزول پیدا ہو گیا۔ تو لوح محفوظ سے
پھر نزول پیدا ہو اتو یہ نزول ہوا تو یہ ساری کائنات برزخ میں آگئی ۔اس عالم
جن بھی کہتے ہیں۔ تو اب برزخ میں آنے کے بعد یہ ہوا کہ انسان نے او ر یہ
ساری کا ئنات نے یہ جان لیا کہ ہماری ایک حیثیت نوع کی ہے او ر یہ یہ ہے کہ
ہم ایک ہی نہیں ہیں بلکہ ہمارے اندر بے شمار اور بھی افراد ہیں ۔ان بے شمار
افراد کے اجتماعیت سے نوعیت ہے ۔اور نزول ہوا تو وہ جو ہے تو لوگ جو ہیں
یہاں پیدا ہو گئے زمین پر اور جو پیدائش کا جو سلسلہ ہے ۔پو ری کائنات میں
ایک ہی ہے جیسے انسان کے بچے پیدا ہو تے ہیں یا انسان اپنے ماں کے پیٹ میں
پرورش پاتا ہے اس کاا ولاد لقمے سے بنتا ہے۔ ایسی طرح گوئے کے اندر بھی ہو
تا ہے ،گھوڑے کے اندر بھی ہو تا ہے ،بھیڑ کے اندر بھی ہو تا ہے ،بھنس کے اند ر
بھی ہو تا ہے ،کبوتر کے اند ر بھی ہو تا ہے تو کا ئنات کی پیدا ئش کی جو تخلیق
ہے یہ سب جگہ ایک سی ہو تی ہے لیکن جتنے نوع انسان الگ الگ ہے اس لئے
کہ اس نے اندر اسکی اولاد پیدا ہو تی ہے اسی کی پیدا ئش کا مقصد ایک ہی ہے
اور وہ پیدائش یہی ہے کہ آدمی اوپر سے نیچے کوپیدا ہو رہا ہے اور نیچے سے
اوپر کو جا رہا ہے ۔یعنی نزول گر رہا ہے۔ اگر آپ دیکھیں عالم ارواح سے اس نے
نزول کیا تو لوح محفوظ پر آگیا، لو ح محفوظ سے نزول کیا تو عالم برزخ میں
آگیا، عالم برزخ سے نزول کیا تو عالم ناسوت میں آگیا، عالم نا سوت سے
پھرشروع ہو گیا زوق اور زوق سے شروع ہوا تو عالم اعراف میں چلا گیا یہ۔تو یہ
ایک پورا سرئیکل بنتا ہے تو ایک سرئیکل اللہ تعالیٰ کی طرف سے تخلیق ہو ئی

اور اللہ تعالیٰ کی طرف واپس وہ تخلیق پلٹ رہی ہے یہ تین دائروں میبنی ہو
ئی ہے ۔اختتام

خطبات

خواجہ شمس الدین عظیمی

Acd vol 96

Track 3

Time 09:20

۳۔اللہ روشنی ہے زمین اور آسمان کی اس سے کیا مراد ہے؟

یہ ایک آیت ہے... عربی آیت ...اس آیت میں کا ئناتی تخلیق اور انسانی تخلیق کا
پو را فا رمولا رہے گیا ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ االلہ تعالیٰ زمین اور آسمان
کی روشنی ہے ۔اور اس کی مثال یہ ہے کہ جیسے ...عربی آیت ...ایک کنجیل ہے
اور ایک طاق ہے اور طاق میں کنجیل ہے کنجیل میں چراغ ہے تو کنجیل طاق اور
چراغ یہ تین دائرے بن جا تے ہیں اور پہلے طاق آیا طاق کے بعد کنجیل چراغ آیا ۔
یہ تین دائرے بن گئے یعنی تین رخ بن گئے اب اس میں ...عربی آیت ...چراغ کو ...
تو یہ جو چراغ ہے یہ ستارے کی طرح ہے ایسا ستارہ جو چمک رہا ہے اور اس
طرح چمک رہا ہے جیسے کو ئی بھڑکتی آگ ہے ...عربی آیت شجرة ...اور یہ ایک
اس میں جو ہے ایک زیتون کا چراغ جل رہا ہے مثلاً کو ئی آیت ہو قرآن کی اس
کے سامنے کر دو تو اس کی زیادہ اچھی ہو سکتی ہے بہر حال کا ئنات کا فارمولا
اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ وہ تین دائروں کا تذکر ہ کر رہے ہیں ۔یہ تین دائرے
حضور قلندر بابااولیا ء نے بیان کئے ہیں ۔نظریہ روحانی اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں
کہ میں نے ساری کا ئنات جو ہے اپنے روح سے بنا ئی اپنی روح سے تخلیق کیا یا کا
ئنات کو تخلیق کر کے اس کے اندر اپنی روح ڈال دی نور ڈال دیا روشنی ڈال دی ۔
اور وہ روشنی کا نور ہے اس کا جو نزولی اورسعودی سلسلہ ہے ۔وہ تین
دائروں پر ہے ۔اور وہ تین دائروپپر میں ابھی آپ سے عرض کیا کہ روح روحانی
انسانی تو ان تین دائروں کی مزید تفصیل ہو ئی کہ تفصیل ا س طرح ہو ئی کہ
ہر دائرہ نو ر سے منقید ہو ا یا پھر آپ کو پتا ہے آپ نو ع انسانی ہیں۔اب نوع
انسانی کے دو دائرے لطیف نزولی لطیف سعودی،اب آدم کے دو دائرے ہیں لطیف
الشافی لطیف الکا فی تو یہ جو آیت ہے اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے تعریف بیان
کی ہے روشنی کی اور یہ بھی فرمایا ہے کہ روشنی ایسی ہے کہ اس کا کو ئی
سمت کا تعین نہیں کیا جا سکتا لا شرکیتا لا غربیتاً...یہ روشنیاں ایسی ہیں اس
میں سمت کا تعین بھی نہیں ہے کہ مر شد کے سمت سے مراد یہ ہے کہ یہ
روشنی جو

Original

روشنی ہے اس میں کسی قسم کی نہیں ہے جب یہ اس کا نزول ہو تا ہے تو
اس میں جو چراغ آپ کہتے ہیں چراغ ایک چراغ ہے یہ چراغ ایسا ہے جیسا
ستارہ یہ ستارہ جب آیا اور اس ستارے کی روشنی زیر بحث آگئی تو وہ ستارہ
جیسے اب بھڑکا تب بھڑکا یہ یہاں سے ڈیمنشن پیدا ہو جا تی ہے پھر اس میں تیل
کا ذکر آجا تا ہے اس کی جو روشنی ہے اس میںجیسے زیتون کا تیل زیتون جل رہا
ہوتو زیتون کی مثال اس میں اس لئے دی گئی ہے کہ ا س میں دھواں نہیں ہو تا
سمجھئے کہ اس کی جو روشنی ہے اس کی لوع میں ایک خاص قسم کا ٹھہرئو
ہو تا ہے تو خاص قسم کا کا ئنات میں ٹھہرئو بھی ہے لیکن ساتھ ساتھ اس میں
حرکت بھی ہے اس میں روشنیاں ہیں اور روشنی جو ہے اس میں چاروں طرف
اس کی پھیل رہی ہے اور جب اس روشنی کے اندر غورفکر کیا جا تا ہے تو تفکر
کیا جا تا ہے تو یہ لگتا ہے جیسے نور ہے ہاور پھر جب غور کیا جا تا ہے تو یہ پتا
چلتا ہے کہ نور اعلیٰ نور نور کے اوپر نور تہ در تہ ،تہ در تہ ،تہ در تہ نور ہے ہیا
اللہ نوری منشاہ ...اور یہ ایسا نور ہے جس کو اللہ تعالیٰ چا ہیں جس کو ہدایت
دیتے ہیں اور جس کو اللہ تعالیٰ ہدایت دے دیتے ہیں وہ اس نور میں رہتا ہے اور
یہ جو کچھ ہم نے بیان کیا ہے پو ری آیت میں یہ مثال میں اس لئے بیان کیا ہے کہ
لوگ جواس آیت ہے اس آیت کو زیادہ اچھی طرح آسانی سے سمجھ لیتے ہیں اور
فی الواقع کیا ہے یہ بات اللہ کے اوپر ہے کہ جس کا اللہ تعالیٰ علم دے دے تو
اس آیت میں پو را فا رمولا کا ئنات کا بیان کیا گیا ہے جس میں روحیں بھی
حیوان بھی ہیں انسان بھی ہیں پھر آدم اس کی موجود پیشی کے لقمہ اصد مر
تب پھر اس کی مزید تشریح لوح قلم میں ہے نور مراکب نور مطلق اور پھر اس
کو اور مزید تشریح اس طرحضور قلندر بابا اولیا ئ نے فرما ئی علم القلم ،عالم
ارواح ،لوح محفوظ پھر اسکی مزید تشریح اور لو ح محفوظ سے جس کو حضور
قلندر بابااولیا ئنے جو بھی کہا ہے برزخ بھی فرما یا ہے پھر اس کے بعد عالم نا
سوت آگئی جس میں عالم نا سوت کے بعد عالم اعراف آگیا پھر وہی جس کے تین
دائرے میں عالم حشر نشر ہو گیا ،عالم جنت ودوذخ ہو گیا ،پھر عالم ابد ہو گیا تو
وہ جو تین با تیں ہیں کہ صاحب ایک طاق ہے طاق میں کنجیل ہے کنجیل میں
ایک چراغ ہے تو یہاں تو یہ طاق کنجیل اور چراغ میں یہ دفنیشن بنتی ہے اور پھر
اس کی مزید جو ہے وہ تشریح ہے اور یہ اللہ تعالیٰ نے کا ئنات کی تخلیق کا فا
رمو لا بنا یا ہے اور ساتھ ساتھ یہ بھی بتا یا ہے کہ یہ جو نور ہے اللہ کا یہ اسی
بات نہیں ہے کہ آپ اس کو دیکھ نہیں سکتے آپ اس کو جان نہیں سکتے یااللہ
نوری منشاہ ...اللہ تعالیٰ نے جس کو چا ہے اس نور کی ہدایت دے دیں اور وہ
اس نور کا مشاہدہ کر لے ہاختتام